# جلسہ اس مقصد کی خاطر ہے کہ خدا کے بندے خدا کے ہو جائیں جو عبادت کے بغیر ممکن نہیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 18 / جولائی 1997ء بمقام مسجد فضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات کریمہ کی تلاوت کی:

وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿٢٧﴾ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿٢٨﴾ (بنی اسرائیل: 27، 28)

پھر فرمایا:

جلسہ سالانہ میں اب صرف ایک ہفتہ باقی ہے اور وہی دن پھر آ گئے ہیں جو ہر سال ہمیشہ آتے رہتے ہیں۔ یہ ایک ہفتہ جلسے کی مختلف تیاریوں میں خصوصیت کے ساتھ مصروف رہے گا۔ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مختلف نئے چہرے دکھائی دینے لگے ہیں جو محض جلسے کی خاطر رونما ہوتے ہیں اور جلسے کے بعد پھر واپس اپنے وطن کو لوٹتے ہیں۔ مختلف ممالک سے اس جلسے میں شرکت کے لئے کچھ دوست آ چکے ہیں، کچھ آ رہے ہیں۔ اس لئے انہی دنوں کی باتیں جو ہمیشہ دہرائی جاتی ہیں وہی دہرائی جائیں گی۔ آج کے خطبے میں میں وہی باتیں آپ کو یاد کراؤں گا جو ہمیشہ یاد کراتا رہتا ہوں لیکن جلسہ کے موقع پر ہماری کچھ ذمہ داریاں ہیں جو خاص اس جلسے سے تعلق رکھتی ہیں۔ سب سے پہلے تو آنے والوں کو خوش آمدید کہتا ہوں جو اور بھی آئیں گے، بعد میں آئیں گے ان سب کو بحیثیت امام جماعت احمدیہ بھی اور بحیثیت انگلستان میں رہنے والے آپ کے سب

سے بڑے مہمان نواز کے طور پر آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ سارے انگلستان کی جماعت اس وقت ہمہ تن مصروف ہے اور جن کو توفیق ہے وہ اپنے گھروں کو بھی ٹھیک کروا رہے ہیں۔ آج کل آپ کو بہت سی ایسی شاپنگ ملے گی جو محض جلسے کی خاطر ہوتی ہے اور انشاءاللہ ہمیشہ ہوتی رہے گی۔ ان امور میں سب سے پہلے تو میں آنے والوں کے متعلق کچھ باتیں کہوں گا، پھر مہمان نوازوں کے متعلق بھی کچھ باتیں کہوں گا۔

جہاں تک آنے والے ہیں ان کا تعلق محض خدا سے ہے، اللہ کی خاطر آئے ہیں۔ یا یوں کہنا چاہئے کہ خدا کی خاطر ان کو آنا چاہئے اور دوسری ساری اغراض کو ایک طرف رکھ دینا چاہئے۔ بسا اوقات یہ دیکھا گیا ہے کہ آنے والے کچھ اور نیتیں بھی ساتھ رکھتے ہیں جن میں سے ایک نیت یہاں پناہ ڈھونڈنا یا یہاں نہیں تو یہاں کے بہانے بعض دوسری جگہ پناہ ڈھونڈنا ہے۔ پناہ ڈھونڈنا ان کا ایک حق ہے لیکن جلسے کو اس کے لئے استعمال کرنا ان کا حق نہیں ہے بلکہ جماعتی لحاظ سے یہ ایک بہت خطرناک جرم ہے۔ ایسا کہ پھر زندگی بھر بخشا نہیں جائے گا۔ اس لئے میں واضح طور پر آپ سب کو متنبہ کرتا ہوں۔ اگرچہ لازماً بہت بھاری تعداد آپ میں سے ایسی ہوگی جو محض خدا کی خاطر آئے، خدا کی خاطر واپس جائیں گے۔ کئی صرف چہرہ دیکھنے آتے ہیں، چہرہ دیکھ کے چلے جاتے ہیں۔ اس کے سوا ان کا کوئی مقصد نہیں ہوتا مگر کچھ ایسے بھی ہیں جو ہمیشہ پہلے بھی آتے رہے اور جلسہ سالانہ کا ناجائز فائدہ اٹھاتے رہے۔ ایسے لوگوں کو جماعت سے نکال دیا گیا اور اب وہ جتنی چاہیں درخواستیں لکھیں اب ان کو دوبارہ جماعت احمدیہ میں داخل نہیں کیا جائے گا۔ اسی حالت میں ان کی موت آئے گی کیونکہ انہوں نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی بجائے دنیا کو دین پر مقدم کیا اور تمام مخلصین کو جو پاکستان میں محض جلسے کے لئے ترستے رہتے ہیں ان کو جلسوں سے محروم کر دیا۔ یہ بڑا جرم ہے جو عام جرم نہیں ہے۔ اب موت کے بعد ہی خدا تعالیٰ فیصلہ فرمائے گا کہ کس حد تک وہ معافی کے لائق ہیں یا نہیں ہیں۔ بات یہ ہے کہ اس سے پہلے انگلستان کی حکومت جماعت احمدیہ کو ہزاروں ویزے اس غرض سے دیا کرتی تھی کہ جلسہ پر آئیں، شوق سے اپنے مذہبی تہوار میں حصہ لیں اور واپس چلے جائیں لیکن دن بدن اس میں سختی ہونی شروع ہوئی کیونکہ بہت سے ایسے جنہوں نے ایمبیسی میں جا کر یہ عہد کیا کہ ہم محض جلسے کی خاطر جا رہے ہیں اور واپس آئیں گے اس عہد کو توڑا اور یہاں آ کر یہاں کی سہولتیں لینے کی خاطر وہ یہیں ٹھہر گئے۔ شروع میں انگلستان کی حکومت نے ہاتھ ذرا آہستہ سخت کیا

ہے، پہلے ہزاروں کو اجازت دیا کرتے تھے پھر سینکڑوں کو دینے لگے یہاں تک کہ پھر سینکڑوں کو اجازت دیتے وقت بھی وہ متردد ہو جاتے تھے۔ نظام جماعت کی طرف سے جو تصدیق کی جاتی تھی اس کو بھی انہوں نے نظر انداز کر دیا۔ یہاں تک کہ نظام جماعت کی طرف سے جماعت کے نمائندوں کی جو تصدیق کی جاتی تھی اس کو بھی نظر انداز کرنے لگے اور یہ جماعت کے منہ پر ایک قسم کا تھپڑ تھا کہ تم دنیا میں دینی اخلاق اور دینی اقدار کی حفاظت کرنے والے لوگ ہو، یہ تمہارا حال ہے کہ جلسہ پر آنے کے لئے جلسے کو اسائلم کے لئے یعنی یہاں پناہ ڈھونڈنے کے لئے ایک بہانہ بنا لیا۔ تو میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک بھی ایسا نہیں ہوگا جو اس غرض سے یہاں آئے اور کسی اور غرض کے لئے ٹھہر جائے۔ ایک بھی ایسا نہیں ہوگا جو کسی اور ملک میں جانے کے بہانے یہاں سے فائدہ اٹھائے اور پھر جا کر کہہ دے کہ ہم نے تو ملک چھوڑ دیا ہے۔ اب یورپ کا نظام اس قسم کا ہو گیا ہے کہ اگر ایک ملک کسی کو ویزا دیتا ہے اور وہ یورپ میں کہیں بھی پناہ لیتا ہے اس کی ذمہ داری اس ملک پر ڈالی جاتی ہے جس نے ویزا دیا تھا اور اس کے نتیجے میں انہیں خفت اٹھانی پڑتی ہے اس لئے اس جلسہ پر تو یہ نہیں ہوگا اور اگر ہوگا تو اس کے نتائج کے لئے آپ تیار رہیں۔ خدانخواستہ اگر ایک آدمی بھی ایسا نکلا جس نے جلسے سے ناجائز فائدہ اٹھایا اور دنیا داری کو اپنا لیا تو اس کو میں یقین دلاتا ہوں کہ ساری عمر اس کی معافی کی درخواست زیر غور نہیں آئے گی۔ ہمیشہ ہمیش کے لئے وہ جماعت سے نکالا گیا ہے اور اسی حالت میں وہ مرے گا۔ اس سے پہلے بعض لوگ کچھ سال درخواستیں دینے کے بعد یہ لکھنا شروع کر دیتے تھے کہ ہمارا تو بہت برا حال ہے جماعت کے بغیر، ہم تو تڑپ رہے ہیں جیسے مچھلی پانی کے بغیر تڑپ رہی ہے ہمیں داخل کرو۔ میں ان کو یہی جواب دیتا ہوں کہ جس گندے پانی کو تم نے اپنا لیا ہے اس گندے پانی میں رہو اور ہمارے شفاف پانی کو اسی طرح رہنے دو۔ اب مرتے دم تک تمہارا اس پانی کا منہ دیکھنا نصیب نہیں ہوگا۔

صرف ایک یا دو ایسے معاملات ہوئے تھے جن میں ان لوگوں نے کہا کہ اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں کہ واقعۃً ہمارے دل کو تکلیف ہے تو ہم یہاں کی درخواستیں واپس لیتے ہیں ہمیں حکومت نے جو سہولتیں دی ہیں، جو پاسپورٹ دئے ہیں سب واپس کرتے ہیں اور واپس اپنے ملک میں جاتے ہیں اور واقعۃً انہوں نے ایسا کیا۔ یہاں کا منظور شدہ ان کا جو حق تھا یا حق نہیں لیکن گورنمنٹ نے حق سمجھا منظور کر لیا اسے انہوں نے واپس کر دیا اور کہا کہ ہماری غلطی تھی ہم نے احمدیت کو بہانہ بنایا تھا اس لئے ہم

واپس جاتے ہیں ہمارا اب یہاں سے کوئی تعلق نہیں۔ ان کو لازماً معاف کیا جانا تھا اور معاف کیا گیا لیکن جو بداثر پیدا کر دیا گیا ہے وہ بہت ہی خوفناک ہے جو ابھی تک چل رہا ہے۔ یہاں تک کہ چھوٹے چھوٹے ایمبیسی والے جماعت کے بعض بزرگوں کے منہ پر یہ بات مارتے رہے اور دیکھتے ہوئے بھی کہ یہ لوگ وہ نہیں، یہ چہرے وہ نہیں ہیں جو اس قسم کی حرکتیں کریں پھر بھی ان کی بے عزتی کرتے رہے۔ پس اس دفعہ خصوصیت کے ساتھ ہمارا رابطہ متعلقہ محکموں سے ہوا ہے ان سے ہم نے دوبارہ درخواست کی ہے کہ از سرِ نو اس پر غور کریں اور دوبارہ انہوں نے کچھ سہولتیں دینی شروع کی ہیں۔ اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ کوئی ایک بھی گندی مچھلی اس صاف ماحول کو دوبارہ گندہ نہیں کرے گی۔

جہاں تک آنے والوں کا تعلق ہے ہر دوسرے پہلو سے خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ وہ ہمارے مہمان ہیں اور اس لئے مہمان ہیں کہ وہ اللہ کے مہمان ہیں، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمان ہیں اور ہم ہر پہلو سے ان کی عزت کرتے ہیں اور عزت کریں گے۔

جہاں تک جماعت کے دوستوں کا تعلق ہے جو انگلستان میں رہتے ہیں یا مختلف مہمان نوازی کے شعبوں میں خصوصیت کے ساتھ متعلق ہیں ان کو میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مہمانوں کے دل نازک ہوا کرتے ہیں۔ بہت سے ایسے ہیں جو اپنے رشتہ داروں یا عزیزوں کے گھر ٹھہریں گے اور وہ دیر سے ان کو جانتے ہیں، ان کا معاملہ الگ ہے لیکن کچھ ایسے بھی جو محض خدا کی خاطر آئے، کسی کو جانتے نہیں، ان کی مہمان نوازی شعبے نے کرنی ہے اور وہ ذاتی مہمان نوازی نہیں مگر اللہ کی خاطر ہے۔

جہاں تک مہمان نوازی کے ایام کا تعلق ہے تین دن کی روایت ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مہمانی تین دن کی ہوا کرتی ہے اس کے بعد اجازت سے ٹھہرو اور مہمانی کے بعد جو تعلق ہے میزبان اور مہمان کا اسے صدقہ فرمایا لیکن نظام جماعت میں آنا جو ہے وہ اور رنگ رکھتا ہے۔ یہ ہرگز اس قسم کا معاملہ نہیں کہ تین دن کے بعد صدقہ شروع ہو جائے۔ جماعت نے پندرہ دن کی ذمہ داری قبول کی ہے کیونکہ بہت دور دور سے لوگ تشریف لاتے ہیں اور یہاں آتے ہی تین دن ہاتھ لگا کر واپس جانا ان کے لئے ممکن ہی نہیں۔ ویسے بھی ممکن نہیں یعنی سفر کی جو سہولتیں مہیا ہوتی ہیں اور خاص تین دن کے لئے احمدیوں کو نہیں مل سکتیں اس لئے ان سہولتوں کو پھیلانا پڑتا ہے۔ اس پہلو سے میں سمجھتا ہوں پندرہ دن جہاں تک ہمارا پرانا تجربہ ہے کافی ہیں اور پندرہ دن آپ جماعت کے مہمان ہوں گے لیکن جو انفرادی طور پر کہیں ٹھہرے ہیں ان کو یہ خیال رکھنا

چاہئے کہ وہ چند دن کے بعد پھر جماعتی انتظام میں منتقل ہو جائیں کیونکہ جو مقامی دوست ہیں سوائے اس کے کہ ان کی رشتہ داریاں ہوں، ان کی دوستیاں ہوں، پرانے سلسلے چل رہے ہوں آپس میں ایک دوسرے کے ہاں ٹھہرنے کے، ان کے سوا جو اجنبی مہمان ہیں ان کو چند دن کے بعد از خود ہی جماعتی نظام میں منتقل ہو جانا چاہئے تا کہ مقامی دوستوں پر ضرورت سے زیادہ بوجھ نہ پڑے۔

یہ آیت کریمہ جو میں نے پڑھی ہے وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّهٗ الْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا اس میں اللہ تعالیٰ یہ فرما رہا ہے کہ وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّهٗ جو قریبی ہے اس کا حق اس کو دو الْمِسْكِيْنَ اور مسکین کو بھی وَابْنَ السَّبِيْلِ اور راستہ چلتے کا بھی وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا لیکن حد سے زیادہ اسراف نہ کرنا۔ اس آیت کے مختلف پہلو سے اطلاق ہو سکتے ہیں۔ کچھ تو اس پہلو سے کہ بعض لوگ محض دکھاوے کی خاطر اپنی توفیق سے بڑھ کر بعض مواقع پر خرچ کرتے ہیں جبکہ ان کا دل اندر سے تنگی محسوس کرتا ہے۔ ایسے مواقع پر مثلاً شادی بیاہ پر آنے والوں پر یا قریبیوں کے گھر ٹھہریں یا مسکین کو بھی جب وہ کھانا کھلائیں تو دکھاوے کی خاطر کھلائیں گے، رستہ چلتے کو بھی دیں گے تو دکھاوے کی خاطر دیں گے، ایسے لوگ ہمیشہ اپنی توفیق سے بڑھ کر خرچ کیا کرتے ہیں اور اپنا نام کمانے کی خاطر ایک نیکی سرانجام دیتے ہیں اس نیکی کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ یہ خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے اور یہ لوگ جو اپنی توفیق سے باہر خدا کی خاطر نہیں بلکہ اپنے نفس کو بڑا کرنے کی خاطر خرچ کرتے ہیں۔ وہ دکھاوا کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی ناشکری کرتے ہیں میں نہیں سمجھتا کہ ان معنوں کا کوئی اطلاق بھی جلسے کے دوران کسی صورت میں بھی ہو سکتا ہے۔ جہاں تک میں نے یہاں کے میزبانوں کو دیکھا ہے وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے محض اللہ کی خاطر یہ کام کرتے ہیں اور کوئی دکھاوا ہرگز ان کا مقصود نہیں ہوتا۔

لیکن اس آیت کریمہ کا ایک اور معنی بھی لیا جا سکتا ہے کہ وہ لوگ جو خدا کی خاطر خرچ کرتے ہیں ان کو ان اقدار کو سامنے رکھنا چاہئے اور نیکی کی خاطر بھی حد سے بڑھ کر کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ ذَاالْقُرْبٰی، الْمِسْكِيْنَ، وَابْنَ السَّبِيْلِ، ان پر خرچ کرنا نیکی ہے اور بعید نہیں کہ بعض لوگ دھوکے میں کہ نیکی پر خرچ کرو جتنے مرضی قرضے اٹھاؤ سب جائز ہے وہ ضرورت سے بڑھ کر خرچ کر دیں۔ ایسے نیک نیت لوگ جو حقیقت میں غلطی خوردہ ہیں۔ ان کے لئے نصیحت ہے کہ ایسا نہ کرنا ورنہ یہ شیطانی کام ہوگا جو تمہیں نقصان پہنچائے گا۔

پس مہمان نوازی میں توفیق ضروری ہے۔ایسی توفیق جو کھینچ کر لمبی تو کی جاسکتی ہے مگر اس کی حدود سے باہر نہیں نکلا جا سکتا۔آپ مہمان کی خاطر وقتی طور پر کچھ قرض بھی اٹھا سکتے ہیں جو کچھ عرصے کے بعد واپس کر سکتے ہیں اور انسان اپنے لئے جب قرض اٹھاتا ہے تو مہمانوں کی خاطر بھی قرض اٹھایا جا سکتا ہے مگر یہاں جس تبذیر کا ذکر ہے اس سے مراد یہ ہے کہ انسان قرضوں کے بوجھ تلے دب جائے، اپنی توفیق سے باہر کی چھلانگ لگائے اور مقصد صرف دکھاوا ہو تو دکھاوا نہ بھی مقصد ہو، نیکی بھی مقصد ہو اس میں بھی اپنی توفیق کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔

آنحضرت ﷺ کے زمانے میں سادگی تھی اور بے تکلفی تھی۔توفیق نہ بھی ہو تو توفیق بنالی جاتی تھی اور اس سلسلے میں آنحضرت ﷺ سب سے پہلے مہمانوں کی خاطر اپنے گھر سے سوال کیا کرتے تھے کہ بتاؤ کچھ ہے کہ نہیں۔ایک موقع پر آنحضرت ﷺ نے ایک مہمان کی خاطر سوال کیا تو سب ازواج مطہرات کی طرف سے یہی جواب آیا کہ ہمارے پاس سوائے پانی کے اور کچھ نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ جس طرح چاہو، جو چاہو کرو مگر تم نے ضرور مہمان کی خدمت کرنی ہے۔آپؐ نے فرمایا ٹھیک ہے کوئی اور ہے جو اس مہمان کو لے لے۔ایک صاحب اٹھے انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں ہوں۔اتنی غربت کا زمانہ تھا کہ اس کے گھر میں بھی اور کوئی کسی کے لئے کھانا نہیں تھا۔نہ ماں کے لئے کھانا تھا نہ باپ کے لئے کھانا تھا۔صرف بچوں کے لئے پڑا ہوا تھا لیکن وہ اٹھا اور بڑی بہادری سے کہا۔اب یہ تبذیر نہیں ہے۔توفیق سے بڑھ کر تو خرچ ہے مگر وہ توفیق کھینچ کر بڑھا دی گئی ہے یعنی تکلیف برداشت کرنے کی توفیق۔یہ معاملہ تبذیر سے باہر کا معاملہ ہے۔پس وہ تکلیف جو انسان مہمان کی خاطر اٹھاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مہمان نوازی میں شمار ہوتی ہے۔چنانچہ اس موقع پر خاص طور پر ایسا واقعہ گزرا جو قیامت کے دن تک مہمان نوازی میں آسمان کے ستاروں کی طرح چمکتا رہے گا۔اس خاوند نے اپنی بیوی سے پوچھا کتنا کھانا ہے؟ اس نے کہا صرف اتنا کہ بچوں کو دیا جا سکتا ہے۔اس نے کہا اچھا پھر بچوں کو تو سلا دو۔جس طرح بھی ہو تھپکیاں دو۔تم نے اور میں نے بھی کھانا نہیں کھانا۔یوں کرنا کہ لیمپ ٹھیک کرنے کے لئے جو دیئے ہوا کرتے تھے اس زمانہ میں اس کو درست کرنے کی خاطر کھانا کھانے سے پہلے وہ دیا بجھا دینا اور بظاہر یہ اثر پڑے گا مہمان پر کہ اچانک غلطی سے بجھ گیا ہے۔وہ دیا بجھا کر میں اور تم خالی منہ سے آوازیں نکالیں گے اور

مہمان کو جتنا بھی کھانا ہے وہ اسی کے لئے کافی ہوگا اس کو کھانا کھانے دیں گے۔ اس صورت میں وہ دستر خوان کے گرد بیٹھے کہ وہ دونوں آوازیں نکال رہے تھے اور ایک کہنے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ جھوٹ ہے۔ میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں تبذیر میں بھی ایک جھوٹ ہے۔ مگر یہ جھوٹ جھوٹ نہیں ہے کیونکہ اگر یہ جھوٹ ہوتا تو آنحضرت ﷺ اس کی تعریف نہ فرماتے۔ بغیر کچھ کہے کسی پر ایسا اظہار کرنا کہ ایک نیکی میں مددگار رہو، مہمان نوازی کی تائید کرنے والا ہو لیکن منہ سے کوئی جھوٹ نہ بولا گیا ہو۔ یہ تعصب کے لحاظ سے شاید جھوٹ کوئی سمجھے مگر یہ جھوٹ نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اس کو نیکی ہی شمار فرمایا ہے۔ چنانچہ دوسرے دن جب وہ نماز کے لئے حاضر ہوا آنحضرت ﷺ نے اس سے پوچھا تم نے کیا کیا رات کو۔ وہ حیران تھا کہ اس بات کا کسی کو کچھ پتا نہیں۔ تم نے کیا کیا کہ آسمان پر خدا بھی خوش ہوا اور خوشی کے اظہار میں جو آواز نکلتی ہے ہنسی کی آسمان پر خدا ہنسنے لگا۔ ایک روایت میں ہے کہ ایسا تم نے واقعہ کیا ہے۔ اس پر اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ واقعہ ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو اتنے پیار سے دیکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع دی اور ہمیشہ کے لئے اسلامی تاریخ میں یہ واقعہ محفوظ ہو گیا۔ اب آپ کو سمجھا رہا ہوں کہ یہ تبذیر نہیں ہے۔ یہ جھوٹ نہیں ہے۔ نیکی میں حد سے زیادہ توفیق پانے کی ایک ایسی مثال ہے جو دنیا میں کم دکھائی دیتی ہے۔

تو مہمان کے لئے اس حد تک آپ اپنی وسعتوں کو بڑھائیں کہ آپ کی مہمان نوازی کی وسعت تو بڑھے لیکن اپنی ذات پر بے شک تنگی آئے لیکن ایسی وسعت نہ کریں جیسے دکھاوے والے دنیا کو دکھانے کی خاطر خرچ کیا کرتے ہیں اور اپنی توفیق سے بڑھ کر خرچ کر دیتے ہیں۔ پس میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہاں کی مہمان نوازی اسی رنگ کی ہوگی۔

دوسری ایک بات جو جلسے کے ساتھ خصوصیت کے ساتھ تعلق رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ جلسے پر بہت سے لوگ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے نازک مزاج بن کر آتے ہیں اور اس میں کچھ ان کا حق بھی شامل ہوتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اتنی دور سے آئے ہیں، محض خدا کی خاطر آئے ہیں۔ اس لئے ہمارا پورا خیال رکھنا چاہئے اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر بعض دفعہ ناراض ہو جاتے ہیں۔ اس موقع پر میزبان کا یہ کام نہیں ہے کہ ناراض ہو۔ یہاں ایک ایسا واقعہ گزرا تھا جس کی وجہ سے میں بعض جماعتوں کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا تھا۔ بڑی بدتمیزی سے مہمانوں کو کہا گیا کہ قبول کرتے ہو تو کرو، نہیں تو جاؤ جو مرضی ہے کرو۔ بڑی ذلیل اور کمینی حرکت تھی۔ جو عام طور پر ایسے شخصوں سے رونما نہیں ہوا کرتی

جن کو میں جانتا تھا لیکن آئندہ کے لئے ہمیشہ کے لئے میں نے ان کو جماعت کی خدمت سے محروم کر دیا۔ ایسا ہی واقعہ ایک جرمنی میں بھی ہوا اور ایک مہمان نواز صاحب جو غیر ملکیوں کے مہمان نواز تھے اس کام پر مقرر تھے وہاں ایک احمدی بعض غیر احمدی لڑکوں کو بلا کر لایا ہوا تھا اور ان کے اصرار کے باوجود کہ نہیں کوئی ضرورت نہیں وہ ان کو زبردستی اس مہمان خانے میں لے گیا جو غیر ملکیوں کے لئے تھا۔ اب ایسے موقع پر ایک طرف انتظام ہے ایک طرف اخلاق ہیں۔ ایک طرف عمومی ذمہ داری ہے جو خدا کے مہمانوں کی ادا کرنے والی ہے اس وقت حکمت سے کام لینا چاہئے لیکن اخلاق فاضلہ کو بہر حال ان انتظامی ذمہ داریوں پر قربان نہیں کیا جاسکتا۔ ان صاحب نے جو منتظم تھے انہوں نے اپنا فرض یہ سمجھا کہ جا کر ان کی کھانا کھاتے ہوؤں کی پلیٹیں چھین کر پھینک دیں اور واپس جا کر انہوں نے مجھے یہ خط لکھا۔ انہوں نے کہا ہم تو کچھ اور سمجھ کے آئے تھے آپ کی جماعت کو، یہ تو کچھ اور نکلی ہے۔ میں تو یقین نہیں کر سکا۔ میں نے کہا یہ ہو ہی نہیں سکتا، ضرور انہوں نے کوئی زیادتی کی ہے اور ایسا واقعہ ممکن نہیں لیکن تحقیق بھی کروائی اور پتا لگا واقعۃً بعینہٖ یہی ہوا اور ان صاحب نے جن کو خدا کے فضل کے ساتھ جھوٹ کی عادت بہر حال نہیں ہے انہوں نے تسلیم کیا کہ ہاں مجھ سے یہ حرکت ہوئی ہے۔ تو اپنی طرف سے منتظم بنے ہوئے تھے لیکن ایسی بیہودہ بداخلاقی کی حرکت ہوئی ہے جو جماعت کو داغ لگانے والی ہے اور ایسے بعض دوستوں کو ہمیشہ کے لئے پرے دھکیلنے والی جن کے متعلق امکان تھا کہ وہ جماعت احمدیہ میں داخل ہو جاتے۔ ایسے موقعوں پر کیا کرنا چاہئے سوال تو یہ پیدا ہوتا ہے؟ یہاں پر عزت کے ساتھ یا تو افسر اعلیٰ سے اجازت لے لی جائے کہ ان کو یہاں کھانا کھانے کی اجازت دی جائے۔ یا عزت کے ساتھ ان سے درخواست کی جائے کہ بھائی آئیں میں آپ کو اس سے بہتر بٹھا کر کھانا کھلا دیتا ہوں لیکن دیکھیں یہ غیر ملکی لوگ ہیں ہم آپ کے لئے اور اچھا انتظام کر دیتے ہیں اگر ایسا کرتے تو ہرگز ان کے دل میں کوئی اس کے خلاف ردعمل نہ ہوتا لیکن کھاتے ہوئے آدمی کی پلیٹیں چھین کر پھینک دی جائیں یہ بہت ہی ذلیل سلوک ہے۔ میں امید رکھتا ہوں اور میں تصور بھی نہیں کر سکتا کہ ایسا کوئی ذلیل سلوک اس موقع پر ہو، اس جلسہ سالانہ پر ہو لیکن اگر انتظامی طور پر کچھ مشکلات پیش آتی ہیں تو اخلاق فاضلہ کو بڑھ جانا چاہئے نہ کہ کم ہونا چاہئے۔ غالب کہتا ہے:

ے بہرہ ہوں میں، تو چاہئے دونا ہو التفات
سنتا نہیں ہوں بات، مکرر کہے بغیر (دیوان غالب: 111)

کہ میں بہرا ہوں لیکن اے بولنے والے دو دفعہ کہہ دیا کرو اونچی بولا کرو۔ سنتا نہیں ہوں بات مکرر کہے بغیر۔ میں دوبارہ بات کہے بغیر سن نہیں سکتا۔ تو قاعدہ سے ہٹی ہوئی بات ہے کہ ایک عام انسان ایک عام آواز میں کسی سے مخاطب ہو اور وہ نہ سنے لیکن اس کا دوبارہ کہنا اور زور سے کہنا یہ قاعدہ سے ہٹی ہوئی بات نہیں۔ یہ دستور کے مطابق بات ہے۔ پس اگر کسی موقع پر کسی دوسری طرف سے بدانتظامی ہو تو اعلیٰ اخلاق سے آپ اس بدانتظامی کا قلع قمع کر سکتے ہیں یا اس کو زائل کر کے ایک نظام جماعت کے مطابق ڈھال سکتے ہیں۔

پس یہ یاد رکھیں کہ آنے والوں میں سے کئی قسم کی غلطیاں کرنے والے ہوں گے۔ کوئی کسی اور نظام میں چلا جائے گا، کوئی اور نظام میں چلا جائے گا۔ مگر آپ کا فرض ہے کہ اخلاق سے اسے سمجھائیں اور اس کی ضرورت پوری کریں بلکہ پہلے سے زیادہ احسان کا سلوک کریں۔ ہمارے پرانے انتظامات میں جلسہ سالانہ پر کئی ایسے دوست تھے جو کسی لنگر خانے کے ناظم ہوا کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ ساری رات ان کے ہاں لوگ جاتے تھے۔ وہ خود کھڑے ہو کر ان کو الگ بٹھاتے حالانکہ لنگر خانے میں کھانا کھلانا دستور کے خلاف تھا۔ دستور یہ کہتا تھا کہ لنگر خانے میں صرف روٹی کی تیاری کا کام ہے، سالن کی تیاری کا کام ہے، کھڑکیوں سے سالن تقسیم ہوگا ان کے لئے جو باہر مہمان نوازی کے انتظامات میں کام کرتے ہیں لیکن وہ یہ بھی جانتے تھے کہ یہ اللہ کے مہمان ہیں اس وقت وہ انتظامات بند ہو چکے ہیں اور میں ان کو خاص انتظام کی طرف نہیں بھجوا سکتا جو ختم ہو چکا ہے۔ پس ساری رات ان کے ہاں یہ دستور چلتا تھا کہ آنے والا پوچھتا تھا کہ کہاں جائیں تو کہتے تھے کہ بیٹھو پہلے کھانا کھاؤ پھر بعد میں جانا اور کبھی بھی ان کے خلاف افسر جلسہ نے کوئی کارروائی نہیں کی بلکہ معروف تھا اور سب خوش ہوتے تھے۔ تو انتظام کو کہاں برقرار رکھنا ہے، کہاں اعلیٰ انتظام کی خاطر جو اخلاقی نظام ہے، جو جماعت کی اولین ذمہ داری ہے وہاں نظام کی چھوٹی چیزوں کو قربان کرنا ہے یہ حکمت کا بھی معاملہ ہے اور اخلاق فاضلہ کا بھی ہے۔ تو اس پہلو سے آپ خیال کریں مختلف لوگ آئیں گے، مختلف جذبات لے کر آئیں گے مگر اس صورت میں جہاں تک آپ ان کا خیال رکھیں گے وہاں یہ یاد رکھیں کہ جو حفاظت کی ذمہ داری ہے اس کو قربان نہیں کرنا۔

بعض دفعہ انسان اخلاق کی تفسیر نہیں سمجھ سکتا اور سمجھتا ہے کہ اخلاق کا تقاضا ہے کہ ایک آدمی

جلسہ سالانہ میں آ گیا ہے جہاں اس کو نہیں آنا چاہئے تھا اس لئے اب اس کو وہیں رہنے دو یہ بات درست نہیں، یہ اور بات ہے۔ نظام جماعت کا فرض ہے کہ حفاظت کا انتظام بھی کرے اور ایسے لوگوں پر آنکھ رکھے جن کے متعلق احتمال ہے کہ وہ شرارت کی خاطر آئے ہیں پس ایسے موقع پر آپ کو کیا کرنا چاہئے۔ اس سلسلہ میں پہلے بھی میں ہدایات دے چکا ہوں۔ ایسے موقع پر جو انتظام ہے حفاظت کا اس کو چاہئے کہ موبائل فورس رکھے۔ موبائل فورس کا مطلب ہے کہ جو مختلف جگہوں پر پھر سکتے ہوں وہ ڈنڈے بن کر جگہ جگہ حفاظت کے لئے نہ کھڑے ہوں۔ کثرت کے ساتھ ایسے آدمی ہونے چاہئیں جن کے ساتھ بچے بھی ہوں، بڑے بھی ہوں، جو کھلے پھرنے والے لوگ ہوں اور ان کا کام یہ ہے کہ ایسے شخص کو دیکھیں تو اس کے ساتھ پھر ضرور کسی آدمی کو بیٹھائیں اور پھر انتظامیہ سے پوچھیں کہ یہ صورت ہے ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ زبردستی اس کو اٹھا کر باہر کرنا، شور بھی ڈالا جا سکتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ کیا حرکت کر رہے ہو۔ دیکھنے والے بغیر جانے کہ کیا بات ہے یہ تاثر لیں کہ دیکھو یہاں تو بڑی زیادتی ہوتی ہے۔ تو حکمت کے ساتھ حفاظت کا فرض پورا کرتے ہوئے اس کے اوپر کسی نگران کو مقرر کرتے ہوئے پھر آپ انتظامیہ سے رابطہ کریں اور بڑے افسر سے پوچھیں وہ آپ کو بتا سکتے ہیں لیکن بعض دفعہ یہ بھی ہوتا ہے کہ آنے والا پہچانا نہیں جاتا۔ مختلف آنے والوں کی شکلیں مختلف ہیں بعض پیدائشی احمدی ہیں لیکن اپنی مونچھوں کے لحاظ سے یا اپنے طور طریق سے وہ بڑے دبنگ انسان دکھائی دیتے ہیں جیسے اب بس کر گزریں گے اور ان کے پیچھے پیچھے لوگ بھاگ رہے ہوتے ہیں کہ پتا نہیں کیا کر دکھائیں گے۔ اس لئے میں نے آپ کو توجہ دلائی ہے کہ ان کے متعلق رابطہ کرنا ضروری ہے کیونکہ جو افسر اعلیٰ ہے وہ پتا کر لیتا ہے اور آپ کو سمجھا دے گا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں یہ خدا کے فضل سے اپنا احمدی ہے اس قسم کے بھی احمدی ہوتے ہیں اور ہر قسم کے احمدیوں سے رابطہ رکھنا ہوگا لیکن بعض دفعہ واقعۃً ایسے دکھائی دیتے ہیں جن کے متعلق کوئی گواہی نہیں۔ اس لئے یہ بہت ہی اہم امر ہے کہ حفاظت کے نظام میں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کھڑے پہرہ داروں کی بجائے زیادہ سے زیادہ چلنے پھرنے والے عام طور پر پہرہ داروں کے طور پر شناخت نہ کئے جانے والے لوگ زیادہ ہونے چاہئیں۔ عام پھریں اور ان کے لئے بلوں کی بھی کوئی ضرورت نہیں۔ ان کے پاس ایسے پاس ہونے چاہئیں جو اگر انتظام روکے تو دکھا دیں کہ ہم خاص حفاظت کے انتظام پر مقرر ہیں لیکن فری موبائل

فورس یہ سیکیورٹی کے لئے یا حفاظت کے لئے بہت ہی ضروری ہے اور اس کے بغیر حفاظت کرنے والے محض دکھاوا ہو جاتے ہیں اور دکھاوے کے خلاف جیسا کہ میں نے آیت کریمہ پڑھی ہے خدا تعالیٰ بڑے زور سے مومنوں کو متوجہ فرماتا ہے کہ ہرگز کسی طرز پر بھی دکھاوا نہیں کرنا۔ میں اب امریکہ اور کینیڈا جب گیا تھا تو ان سے میں نے درخواست کی تھی کہ بہت سے دوستوں کو میں دیکھ رہا ہوں جو دوسری طرف منہ کر کے کھڑے ہیں ان بے چاروں کو یہ بھی توفیق نہیں مل رہی کہ مجھے دیکھ لیں۔ سارا سال انتظار کرتے ہیں اور پہرے کی وجہ سے مجھے دیکھنے، ملنے سے محروم بیٹھے ہیں۔ ضرورت سے زیادہ آدمی اور ڈنڈوں کی طرح نصب ہوئے ہوئے، دوسری طرف منہ کئے ہوئے۔ وہ خود ایک سیکیورٹی ٹارگٹ ہیں جس کو انگریزی میں Sitting Duck Target کہتے ہیں وہ تو ایک مرغابی کی طرح بیٹھے ہوتے ہیں جو چاہے ان کو نشانہ بنائے، انہوں نے کیا حفاظت کرنی ہے۔ مگر عام حالات میں پہرے کے لئے آپ کو زیادہ سے زیادہ غیر معروف پہرے داروں کی ضرورت ہوتی ہے جو عام لوگوں میں ملیں جلیں پھریں اور ان کو کوئی پہچانے نہ کہ یہ کون ہیں اور دوسری بات اس میں ضروری ہے کہ آپ زیادہ سے زیادہ مختلف ممالک کے دوستوں کو اس نظام سے وابستہ کریں جہاں صرف میزبان نہیں بلکہ مہمان بھی میزبانوں کی طرح خدمت سرانجام دیں گے کیونکہ بہت سے پاکستان، بنگلہ دیش، کسی اور ملک سے آنے والے ایسے ہوں گے جن کو یہاں کی انتظامیہ نہیں جانتی اور وہاں کے لوگ جانتے ہیں۔ اس لئے حفاظتی نظام میں لازمی ہے کہ اس کو ایک عالمی نظام کا مظہر بنایا جائے۔ اس میں ہر قسم کے ایسے دوست شامل ہوں جو مختلف ملکوں سے آنے والے ہوں۔ اگر کسی بنگالی کا مسئلہ درپیش ہو تو کوئی بنگالی نظام کا حصہ لینے والا وہاں موجود ہو۔ اس کو بھیجا جا سکتا ہے وہ پتا کرے کہ یہ کون صاحب ہیں۔ اگر کوئی افریقن ہے گھانا کے ہیں تو گھانا کے کچھ دوست اس نظام سے منسلک ہونے چاہئیں۔ پاکستان کے مختلف علاقوں سے کچھ نہ کچھ آنے والے مہمانوں کو تکلیف دی جاسکتی ہے کہ وہ اس نظام سے منسلک ہوں۔ ربوہ میں ہم یہی کیا کرتے تھے سارے پاکستان سے آنے والی جماعتوں، دنیا کا تو نہیں مگر سارے پاکستان سے آنے والی جماعتوں کو اس نظام میں ملوث کیا کرتے تھے اور اس کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے فضل سے کہیں سے بھی کوئی آنے والا ہو اس کو پہچاننے والا کوئی نہ کوئی موجود ہوتا تھا۔

نظام جماعت کی جو سیکیورٹی ہے کیونکہ ساری جماعت اس میں حصہ دار ہے اس لئے اس کی کوئی مثال دنیا میں اور کہیں نہیں ملتی۔ ایک دفعہ ایک ایسے دوست سے میری گفتگو ہوئی جو یورپ امریکہ وغیرہ میں سیکیورٹی کے نظام جانتے تھے۔ ان کو جب میں نے نظام جماعت کی سیکیورٹی کا انتظام سمجھایا تو وہ حیران رہ گئے۔ انہوں نے کہا واقعتاً اس جماعت کے سوا دنیا میں کہیں یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ سارا Crowd جتنے بھی شامل ہونے والے ہوں وہ عملاً سیکیورٹی کے ممبر بن جاتے ہیں۔ ہر ایک کی آنکھیں کھلی ہیں۔ ہر ایک اپنے دائیں بائیں دیکھ رہا ہے اور یہ بات کسی اور دنیا کے نظام میں ممکن ہی نہیں خواہ بڑے سے بڑے پریذیڈنٹوں کی حفاظت ہو یا آنے والے مہمانوں کی ہو۔ یہ نظام کہیں اور جاری نہیں سوائے جماعت احمدیہ کے۔ اس نظام کو سمجھیں اور اپنے دماغ میں اور اپنے دل میں اس طرح سرایت کریں کہ آپ کی زندگی کا حصہ بن جائے۔ سیکیورٹی مائنڈڈ (Security Minded) ہونا ہر احمدی کا فرض ہے لیکن اخلاق فاضلہ کے ساتھ۔ اس سیکیورٹی مائنڈڈ ہونے کو یعنی حفاظت کے لحاظ سے ذہنی طور پر باشعور ہونا۔ اس کو سیکیورٹی مائنڈڈ کہتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی ہرگز اخلاق کو اس پر قربان نہیں کرنا۔ یہ ایک امتزاج ہے جو مومن کی شان ہے اور یہ امتزاج ایک بڑا چیلنج ہے۔ بعض لوگ سیکیورٹی کی وجہ سے بداخلاق ہو جاتے ہیں اور بدتمیز ہو جاتے ہیں، دھکے دیتے ہیں دوسروں کو، ہٹو اس طرف سے نہیں آنا۔ بعض لوگ اور بھی زیادہ بچھ جاتے ہیں لیکن جو بچھنے والے ہیں وہ زیادہ بہتر کام کرتے ہیں کیونکہ ان کے اخلاق سے متاثر ہو کر وہ شخص جو نظام کو توڑتا ہے وہ بھی کچھ آگے سے نرم ہو جاتا ہے اور بچھتا ہے۔ مگر جس کو آپ ڈنڈے دکھائیں، جس پر آپ زور چلائیں کہ ہم سیکیورٹی والے ہیں تم کون ہوتے ہو۔ وہ بداخلاق ہو جائے گا۔ وہ بعض دفعہ ایسی باتیں بھی کرے گا جس کو سننا آپ کے لئے مشکل ہوگا اور بعض دفعہ ایسے لوگ نظام کے قریب آتے آتے پھر دور بھی ہٹ جایا کرتے ہیں۔ چنانچہ مجھے اس سے واسطہ پڑتا ہے۔ بہت سے ایسے جانے والے ہیں یعنی انتظامات سے، خواہ یہاں سے جائیں یا امریکہ یا کینیڈا سے یا کسی اور ملک سے جرمنی وغیرہ سے واپس جائیں وہ اپنے تجربات میں مجھے شامل ضرور کرتے ہیں اور یہ بھی ایک ایسا نظام ہے جو دنیا میں کہیں اور رائج نہیں کہ وہ شخص جو آخری طور پر ذمہ دار ہے اس کو سارے جاننے والے اپنے تاثرات لکھتے ہیں اور ان میں بداخلاقی کے تاثرات بھی ہوتے ہیں، حسن خلق کے تاثرات بھی ہوتے ہیں، عظیم کردار کی مثالیں

بھی دی جاتی ہیں لیکن ایک اور چیز جو ہو رہی ہے وہ کرنے والے نہیں سمجھ رہے ہوتے کہ اس کی اطلاع مل جائے گی لیکن اس کی اطلاع ملتی ہے اور اس کے لئے ہمیں کسی انٹیلی جنس نظام کی ضرورت نہیں ہے۔ اب یہ جتنے واقعات ہیں، آپ سے بیان کئے ہیں، ان کو نہ نظام جماعت نے میرے سامنے رکھا، نہ کسی انٹیلی جنس نظام کو مقرر کرنے کی ضرورت پڑی۔ ہر احمدی اور بعض غیر احمدی بھی جانتے ہیں کہ براہ راست مجھے لکھنا چاہئے اور جہاں کہیں کوئی واقعہ گزر رہا ہے وہ مجھے چٹھی لکھتے ہیں اور چونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ میری کوشش یہی ہوتی ہے کہ اگر تفصیلی ہر چٹھی نہ بھی پڑھ سکوں اس کے بنیادی نکات لازماً میری نظر سے گزریں گے تو خدا کے فضل سے کوئی ایسا موقع نہیں ہوتا جو قابل ذکر ہو اور میرے علم میں نہ آیا ہو۔ اس کا عمومی طور پر ساری جماعت کے سامنے ساری جماعت کے واقعات رکھ کر ان کی تربیت کا موقع مل جاتا ہے۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ انشاءاللہ لوگ ایسی مثالیں لے کے تو جائیں گے جسے وہ لوگوں میں بیان کریں گے اور جماعت کی نیک نامی کے چرچے ہوں گے لیکن بدخلقی کی کوئی مثال لے کر یہاں سے نہیں جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

جہاں تک عورتوں کا تعلق ہے یہ بات ایک بہت ضروری سمجھانے والی بات ہے کہ کچھ عورتیں مہمان کے طور پر آتی ہیں جن کے رہن سہن، جن کی طرز بود و باش پر ہمارا کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ اور بعض ایسی بچیاں بھی آ جاتی ہیں جنہوں نے نہ دوپٹہ پہنا ہوا، بال کٹائے ہوئے اور سنگھار پٹار کے ساتھ پورے کا پورا جوبن کے ساتھ نکلتی ہیں لیکن ان میں سے بعض ایسی بھی ہوتی ہیں جن کا نظام جماعت کے ساتھ کوئی بھی تعلق نہیں، وہ بعض سہیلیوں کی درخواست پر آ جاتی ہیں۔ اب ان کو اگر سختی سے سمجھائیں کہ بی بی یہ کام کرو، سر پر دوپٹہ رکھو، یہ کام نہ کرو، اس طرح سنگھار نہ کرو تو یہ خود اپنی ذات میں بداخلاقی ہے اور ہم مولویوں کی وہ جماعت تو نہیں ہیں جو خدا کے نام پر خدا کے ڈنڈے ہاتھوں میں پکڑ لیں۔ ہم تو ایک عاجزانہ فقیرانہ جماعت ہیں۔ خدا کے کام خدا کے سپرد ہیں مگر حکمت کے ساتھ، محبت کے ساتھ سمجھانا ہمارا کام ہے۔ پس ایسی خواتین جو اگر افغانستان ہوتیں تو شاید ان پر ڈنڈے پڑتے یا پتھراؤ ہو جاتا۔ وہ جب یہاں آئیں گی تو ہرگز ڈنڈے پڑیں گے نہ پتھراؤ ہوگا، نہ مردوں کو اجازت ہے کہ ان سے بات کریں۔ ان کو چاہئے کہ ان کو Mark کریں اور اپنے نظام کی معرفت لجنہ سے درخواست کرے کہ کچھ بیبیاں آپ کی ایسی دکھائی دے رہی ہیں آپ ان کو پیار سے

سمجھائیں اور اب جو میں خطبہ میں ذکر کر رہا ہوں تو لجنہ کی ذمہ دار عورتیں بھی سن رہی ہیں اور ان ساری خواتین کو علم ہوگا کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں۔ دو باتوں کی آپ حفاظت کریں۔ اول تو یہ کہ جو بہت ہی زیادہ کھلے بدن والی اور لباس والی ہیں ان کو جلسے پر دعوت نہ ہی دیں کیونکہ آنے والے نہیں جانتے کہ یہ احمدی ہے یا غیر احمدی ہے۔ آنے والے بہت سے ایسے ہیں جو بالکل بے خبر ہیں ہمارے نظام سے۔ ان کے ہاں اگر ایک بھی ایسی نکل آئے تو وہ ساری عمر کے لئے ہمیں طعنے دیں گے بلکہ جماعت کے مختلف ملکوں سے آنے والے بھی اس بات سے بے خبر ہوتے ہیں اور بسا اوقات مجھے جا کر لکھتے ہیں کہ ہم مثلاً عرب احمدی ہیں خدا کے فضل کے ساتھ ہمارے منہ کا پردہ تو نہیں مگر بچیاں اپنے آپ کو سنبھالے ہوئے تھیں، کوئی سنگھار وغیرہ نہیں کیا ہوا لیکن ہم نے وہاں ایسی عورتیں دیکھی ہیں جو اس طرح بال کٹائے ہوئے، سر سے پردے ہٹائے ہوئے اور ہر قسم کے سنگھار کے ساتھ گویا یہ تو نہیں کہا کہ دعوت دیتی ہیں مگر کہا کہ گویا وہ دعوت دیتی ہیں۔ اب میرے لئے شرمندگی کے سوا تو اور اس میں کچھ نہیں تھا مگر ان کو میں نے ساتھ یہ بھی سمجھایا کہ آپ کو کیسے پتا لگا کہ وہ احمدی خواتین تھیں اور اگر تھیں تو کیا دنیا میں ہر قسم کے لوگ شامل نہیں ہوتے۔ آپ اپنی بیویوں کو، اپنی بہنوں کو، اپنی بچیوں کو کہہ سکتے تھے کہ ان سے ملیں اور پیار کے ساتھ ان کو سمجھائیں۔ تو ٹھوکر کھانا بھی ایک جرم ہو جاتا ہے اور ٹھوکر لگانا بھی ایک جرم ہو جاتا ہے۔ تو آنے والے خاص طور پر اس بات کو پیش نظر رکھیں کہ خواہ مخواہ ٹھوکریں نہ کھاتے پھریں۔ یہ جلسہ ایمان کو بڑھانے کے لئے منایا جا رہا ہے اس میں ہر قسم کے لوگ آتے ہیں۔ کئی ایسے بھی ہو سکتے ہیں جو ٹھوکر کا سامان کرنے والے ہیں مگر اپنے نفس کی حفاظت کی ذمہ داری آپ پر ہے۔ چنانچہ قرآن کریم ایسے لوگوں کی مثالیں دیتا ہے کہ قیامت کے دن وہ کہیں گے کہ اے خدا ان لوگوں نے ہمیں ٹھوکر لگائی، اس نے ہمیں ٹھوکر لگائی، فلاں کی وجہ سے ہم اس غلطی میں مبتلا ہوئے۔ خدا تعالیٰ ان کو یہ جواب دے گا یا فرشتے اس کی طرف سے ان کو جواب دیں گے کہ تم نے ٹھوکر کھائی کیوں؟ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى (فاطر:19) کوئی جان بھی کسی جان کی ذمہ دار قرار نہیں دی جائے گی۔ ہم نے تو ایک ایسے دن میں حاضر ہونا ہے جس میں ہر شخص کا انفرادی حساب رکھا جائے گا اور انفرادی حساب کیا جائے گا۔ ایسی صورت میں آپ کے لئے ٹھوکر کھا جانا بھی ایک ایسی ٹھوکر ہے جس کے آپ ذمہ دار ہیں۔ تو آپ ہرگز یہ نہیں کہہ سکتے، فلاں خاندان کا بچہ تھا اس

نے یہ حرکت کی ، فلاں جماعت کی یا کردار کی عورت تھی اس نے یہ حرکت کی اس لئے ہم مجبور ہیں۔ہم جماعت سے پیچھے ہٹتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی اجازت نہیں دیتا۔ ٹھوکر کھانے کی اجازت نہیں لیکن ٹھوکر لگانے والوں کے لئے ایک اور مضمون ہے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ وہ شخص جس سے ایک شخص کو ٹھوکر لگے، بہتر تھا کہ وہ نہ پیدا ہوتا۔ پس جہاں تک ٹھوکر لگانے کا مسئلہ ہے اس کا جرم اور بھی زیادہ سخت ہو جاتا ہے۔

پس میں امید رکھتا ہوں کہ خواہ وہ مقامی دوست ہوں خواہ باہر سے آنے والے ہوں اپنے آپ کو سنبھال کر رکھیں کہ ایسے جلسے میں شرکت کر رہے ہیں جس کی کوئی مثال دنیا میں نہیں اور جب میں یہ کہتا ہوں میں خواہ مخواہ اپنی جماعت کو گویا کہ بڑھانے کے لئے اس کی تعریف کی خاطر نہیں کہہ رہا۔ بہت باریکی سے میں نے جلسے کے ہر انتظام کو اور شامل ہونے والوں کے اعلیٰ اخلاق کو دیکھا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ ایسا جلسہ دنیا میں کبھی کہیں نہیں ہوتا، نہ ہوسکتا ہے اور آنے والے خود یہی کہا کرتے ہیں۔ جتنے مختلف ملکوں سے آنے والے ہیں وہ مجھے یہ بتاتے ہیں، کہتے ہیں کہ ہم نے تو ایسی چیز کبھی نہیں دیکھی۔ خود انگلستان کے باشندے جو کسی انتظام کے ساتھ ملوث ہوتے ہیں وہ یہ کہہ کر جاتے ہیں کہ ایسا جلسہ ہم نے کبھی نہیں دیکھا اور نہ ایسے آنے والوں کے منہ دیکھے ہیں۔ بعض لوگوں نے تو یہاں تک کہا کہ لمبا تجربہ رکھنے والوں نے ، کہ دنیا کے ہر ملک سے یا بڑے بڑے ممالک سے لوگ آئے لیکن ہر ایک کا کردار ایک تھا۔ پس یہ جو مرکزیت ہے یہ توحید کی نشانی ، انہوں نے توحید تو استعمال نہیں کیا لیکن مقصد ان کا یہ تھا جس چیز نے ان کو متاثر کیا وہ یہ تھی ، توحید ہی تھی۔ توحید ایک آسمان پر ہے اور ایک زمین پر ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ کی جماعت کو یہ توفیق ملی ہے کہ دنیا میں مختلف جگہوں سے اور مختلف زبانیں بولنے والے مختلف رنگوں والے یہاں اکٹھے ہو رہے ہیں اور ہر ایک کا مرکزی کردار ایک ہے۔ ان کا چلنا پھرنا اس کے اندر ایک وقار ہے، اس کے اندر ایک شرافت ہے۔ اس کے دیکھنے کی طرز ، اس کا ہر پہلو اپنے اندر ایک نمایاں ایک ایسی مثال رکھتا ہے جو باہر دکھائی نہیں دیتی۔ پس اس بات کو آپ نے قائم رکھنا ہے اپنی مرکزیت کو، یعنی اللہ کے نیچے اگر انسان ایک ہوسکتا ہے تو وہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ ہوگا اور یہ اس جلسے کی سب سے بڑی خوبی ہوتی ہے۔ ہر طرف سے آنے والا ایک دوسرے کو گلے مل رہا ہے۔ کبھی آپ نے یہ نہیں سوچا ہوگا کہ کسی افریقن

سے گلے ملیں تو آپ اس کے رنگ دیکھ رہے ہوں اور وہ آپ کی پاکستانیت دیکھ رہا ہو۔ یہ سارے چہرے، بدن نظروں سے غائب ہو جاتے ہیں، محض روحیں دکھائی دیتی ہیں۔ ہزاروں آدمیوں سے ملاقات کرتا ہوں لیکن میرے ذہن میں کسی خیال کے گوشے میں بھی یہ بات نہیں آئی کہ یہ فلاں ملک کا ہے۔ اس کا ملک کا ہونا ایک تعارف کے طور پر تو ہے لیکن اس سے ملتے وقت صرف وہ پاکیزہ روح دکھائی دیتی ہے جو خدا کی بنائی ہوئی روح ہے اور یاد رکھیں کہ روح کا کوئی رنگ نہیں ہوا کرتا۔ روح کا کوئی بدن نہیں، کوئی شکل نہیں۔ روح ہر انسان کی ایک ہے اور اس ایک روح کا جب ہم سب روحوں کی اکٹھی بات کرتے ہیں تو اس ایک روح کا عالمیت اختیار کر جانا اور توحید کے نیچے واقعۃً ایک ہو جانا یہ توحید کی علمبرداری ہے۔ ورنہ نعرہ ہائے تکبیر سے توحید کی علمبرداری نہیں ہوتی۔ آپ بحیثیت جماعت توحید کے علمبردار اس وقت بنیں گے جب آپ دنیا میں خدا کے نیچے خدا کی روحوں کو ایک کر دیں گے اور ان کے رنگ اڑا دیں گے، ان کی نسلیں جو خواہ مخواہ چمٹی ہوئی ہیں وہ ان کے ساتھ اس طرح مل مل کے اتاریں گے جس طرح مائیں بچوں کی میل اتارتی ہیں اور امر واقع یہ ہے کہ یہ کام ہمیں کرنا ہے۔ بہت سے ملکوں میں ان روحوں کے ساتھ کچھ گندگیاں لپٹ گئی ہیں، کچھ کپڑے چمٹے ہوئے ہیں، کچھ رنگ چمٹے ہوئے ہیں جو روحوں کے اپنے نہیں ہیں۔ اگر انگلستان میں کسی شخص کو اپنی روح سفید دکھائی دے رہی ہے تو اس کی بیوقوفی ہے۔ اس کا رنگ سفید ہوگا، اس کی روح کا تو وہی رنگ ہے جو افریقن روحوں کا ہے یا چینی روحوں کا ہے یا جاپانی روحوں کا ہے۔ روح ایک ہی چیز ہے اور یہی روحیں ہیں جو واپس لوٹیں گی۔ یہی روحیں ہیں جو اپنے خدا کے حضور حاضر ہوں گی کیونکہ ان روحوں کے ساتھ پلیدگیاں مل دی گئی ہیں، آلودہ کر دیا گیا ہے ان کو، اس لئے جماعت کے کاموں میں سے ایک بڑا کام یہ ہے کہ ان سب روحوں کو صاف کر کے بے ملک بنا دیں، بے نسل بنا دیں اور بے رنگ بنا دیں، ان معنوں میں کہ جو رنگ رہ جائے باقی وہ صرف اللہ کا رنگ ہوگا۔ روح جیسے اللہ سے ایک تعلق رکھتی ہے ویسے ہی دنیا میں ہماری روحیں خدا سے متعلق ہو کر اس کی توحید کا مظہر بن جائیں۔ یہ وہ پیغام ہے جو میں گزشتہ کچھ عرصہ سے جماعتوں کو بار بار دے رہا ہوں۔ جہاں بھی میں دورے پر جاتا ہوں وہاں اس بات پر اصرار کرتا ہوں کہ اپنی روحوں کو عالمی روح بناؤ اور روح ہے ہی عالمی۔ خدا نے اسے عالمی بنایا تھا۔ انسانوں نے اس کو ملوث کر دیا، انسانوں نے اسے گندا کر دیا،

انسانوں نے اسے شخصیتیں عطا کیں جو اس کی شخصیت نہیں ہیں۔ روح تو اللہ کے لئے صاف ہو جانے کا نام ہے اور پھر خدا کے رنگ ایسی روح پر چڑھتے ہیں اور خدا کے رنگ عالمی ہیں۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اللہ تعالیٰ کے رنگ کسی ایک ملک سے تعلق رکھنے والے ہوں۔ خدا کی تمام صفات عالمی ہیں اور وہ روحیں جن پر مقامی رنگ چڑھے ہوئے ہوں ان پر عالمی رنگ نہیں چڑھا کرتے اس لئے اس کو صاف کرنا بھی اس جلسے پر ہمارا کام ہے۔ آپ جب ایک دوسرے سے ملیں ایک دوسرے سے تعلق رکھیں تو اس مرکزی حیثیت کو کبھی نہ بھولیں۔ ہم سب ایک ہیں اور یہ ایک ہونا غیروں نے بھی محسوس کیا ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ جماعت احمدیہ کی صداقت کا ایک نشان بن کرا بھرتا ہے، اسے اور بھی زیادہ چمکائیں۔ اس موقع پر بنگالی، پاکستانی، ہندوستانی، انگریز، جاپانی، چینی، امریکن یہ سارے نام باہر کے لیبل بن جائیں لیکن روحوں کے رنگ نہ بنیں اور جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ صرف تعارف کی حیثیت سے یہ نام لئے جائیں۔ مگر روحیں حقیقۃً نہ امریکن ہیں نہ جاپانی نہ چینی۔ جب وہ مریں گی تو ان کی ساری نیشنیلٹیز، ساری دنیاوی شخصیات پیچھے رہ جائیں گی۔ وہ اکیلی ہی جائیں گی ان کے ساتھ کوئی بھی شخصیت وابستہ نہیں ہوگی۔ پس اس پہلو سے ان کو خدا کے رنگ دلانا یہ ہمارا کام ہے۔ اس کے علاوہ جو بہت سی باتیں تھیں مگر مختلف جلسوں پر کبھی ایک یاد آجاتی کبھی دوسری مگر ایک بات مجھے ہمیشہ یاد رہتی ہے اور وہ آخر پر میں ضرور کیا کرتا ہوں کہ عبادت کو ترجیح دیں، عبادت کو اہمیت دیں۔ **جلسہ عبادت کرنے والوں کا جلسہ ہے۔ جلسہ اس مقصد کی خاطر ہے کہ خدا کے بندے خدا کے ہو جائیں جو عبادت کے بغیر ممکن نہیں۔** وہ جو روح والی بات میں کہہ رہا ہوں اس کو صاف کرنے کا ایک ہی طریق ہے۔ جب آپ عبادت پر زور دیتے ہیں تو آپ کا تعلق اللہ سے ہو جاتا ہے۔ پھر آپ نہ ٹھوکر لگانے والے رہتے ہیں، نہ ٹھوکر کھانے والے ہوتے ہیں اور ایسے لوگ نمایاں طور پر دکھائی دیتے ہیں۔ میں جانتا ہوں ایسے لوگوں کو جن کے اوپر کسی پاکستانی نے زیادتی کی ہے وہ ہیں کہیں اور کے رہنے والے۔ وہ کبھی بھی یہ نہیں دیکھیں گے کہ پاکستانی نے ہم سے زیادتی کی ہے، پاکستانی ہیں ہی گندے لوگ۔ وہ یہ سمجھے گا کہ ایک احمدی نے مجھ سے زیادتی کی ہے اور وہ احمدی کی زیادتی کو ٹھیک کرنے کی کوشش کرے گا مگر دور نہیں ہٹے گا۔ ایسے موقع پر بعض لوگ ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم سے فلاں نے یہ زیادتی کی ہے اور ہم اس کو سمجھاتے ہیں مگر نفرت نہیں کرتے۔ آپ

بھی ان کو سمجھائیں کہ وہ اپنے اخلاق کی حفاظت کریں لیکن ایسا آدمی جماعت سے دور ہٹ نہیں سکتا۔ اس لئے نہیں ہٹ سکتا کہ وہ خدا کا ہو چکا ہوتا ہے۔ جو شخص بھی عبادت کے ذریعہ اپنے رب کا ہو جائے اسے دنیا کا کوئی انسان بھی دھکا دے کر باہر نہیں کر سکتا۔ یہ اس کی استقامت ہے۔ یعنی یہ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ رَبُّنَا اللّٰهُ (حٰمٓ السجدہ :31) کہہ کر پھر استقامت اختیار کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ ہیں جن پر فرشتے اترتے ہیں۔ ایسے ہی وہ لوگ ہیں جن پر اس دنیا میں بھی اگلی دنیا کے رموز کھولے جاتے ہیں۔ ان کو کہا جاتا ہے کہ ہم اس دنیا میں بھی تمہارے ساتھ ہیں، اس دنیا میں بھی تمہارے ساتھ رہیں گے اور یہ لوگ ہر قسم کی ٹھوکر اور ابتلا سے پاک ہو چکے ہوتے ہیں کیونکہ جو اس دنیا میں رہتے ہوئے اس دنیا کا انسان بن جائے اسے کوئی دنیا کی چیز ٹھوکر نہیں لگا سکتی۔ اسے خدا سے دور کرنے کا کوئی سوال ہی باقی نہیں رہتا تبھی اس دنیا میں ان سے یہ باتیں شروع ہو جاتی ہیں کہ تم تو عالم بقا کے رہنے والے ہو۔ اب تم اس دنیا میں نہیں رہے کیونکہ تم نے استقامت دکھائی ہے اور استقامت کا یہی مفہوم ہے کہ خدا سے ان کو کبھی بھی دھکیل کر پرے نہیں کیا جا سکتا۔ دنیا جتنا چاہے زور لگائے، جتنے چاہے جھکڑ چلائے، ان کے قدم نہیں ڈگمگائیں گے۔ وہ ہمیشہ خدا کے رہیں گے کیونکہ اللہ ان کا ہو جاتا ہے۔ اس دنیا میں بھی ان کا ہو جاتا ہے، ان سے کلام کرتا ہے۔ اگلی دنیا کی باتیں اس دنیا میں ان سے شروع ہو جاتی ہیں۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ آپ بھی اس پہلو سے اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان کے ساتھ یہ استقامت دکھائیں گے اور دنیا میں یہ استقامت پیدا کرنے کی کوشش کریں گے کیونکہ ہمارا اصل مقصد تو یہی استقامت پیدا کرنا ہی ہے۔ ساری دنیا میں جماعت احمدیہ ایک خوشخبری دینے والی جماعت تب بن سکتی ہے اگر وہ اپنی ذات کو یہ خوشخبریاں دے کہ ہم خدا کے ہو چکے ہیں اور اگر وہ اپنی ذات کو یہ خوشخبریاں دے کہ ہم خدا کے ہو چکے ہیں تو پھر ساری دنیا کو وہ خوشخبری دینے کے اہل بنیں گے۔ خدا کی نگاہ میں وہی نمائندہ ہیں، وہی توحید کے علمبردار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سب باتوں کی توفیق عطا فرمائے۔ جو باتیں کہنی چاہئے تھیں اور نہیں کہہ سکا پچھلے جمعوں میں یعنی گزشتہ سالوں کے جمعوں میں وہ کہتا رہا ہوں۔ جہاں تک آپ کا ذہن آپ کا ساتھ دے ان سب باتوں کو بھی یاد رکھیں اور اس جلسہ کو خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ انتہائی کامیاب جلسہ بنانے کی کوشش کریں۔ آمین